Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:8 (1982)

حد رجم اسلامی شریعت کی روشنی میں

ساجد الرحمان صدیقی کاندھلوی

حد کے لغوی معنی

عربی زبان میں حد کے لغوی معنی ہیں باڑھ ، سرحد ، آخری کنارہ(۱)

حد کی جمع حدود ہے جس کا مفہوم الزبیدی اس طرح بیان کرتے ہیں " اللہ کی حدود کی دو اقسام ہیں ۔ ان میں سے ایک قسم ماکولات ، مشروبات اور نکاح سے متعلق ہے کہ ان میں سے کونسے امور حلال ہیں اور کون سے حرام ہیں اور دوسری قسم سزا یا تعزیر یعنی ایسے اعمال کی سزا سے متعلق ہے جن کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے ، جیسے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جو ایک حد ہے اور غیر شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا سو کوڑے اور شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا رجم ہے (۲) ۔

حد کی شرعی تعریف

علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

حد کے معنی ہیں دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ اور اس شئے کو بھی حد کہتے ہیں جو دوسری شئے سے علیحدہ کر دے اور اسی معنی میں حدود زمین اور حدود دار کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔ نفس پر بھی حد کا اطلاق ہوتا ہے اور فرمان الٰہی کہ یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ اسی مفہوم میں ہے اور از روئے شریعت اس مقررہ سزا کو جو حق

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اللہ کے طور پر متعین کی گئی ہو حد کہتے ھیں ۔ جس سے تعزیر خارج ہو گئی کیونکہ سزائے تعزیر مقرر نہیں ھوتی اور قصاص خارج ہو گیا کہ وہ حق اللہ نہیں ہے بلکہ حق العبد ہے (۳)۔

جــرائم حــدود

حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے میں سترہ جرائم حدود کے جرائم ھیں (۴) ۔ بعض حضرات کے نزدیک صرف پانچ جرائم حدود ھیں (۵)

(۱) چوری (۲) زنا (۳) راھزنی (۴) مے نوشی (۵) قذف

مگر بیشتر فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جرائم حدود یہ سات ھیں (۶)۔

(۱) ارتداد (۲) زنا (۳) راھزنی (۴) بغاوت (۵) قذف (۶) چوری (۷) مے نوشی ۔

قدیم شریعتوں میں زنا کی سزا

جو معاشرے انسانی فطرت سے قریب رھے ھیں اور جن میں اللہ کی شریعت اپنی اصل صورت میں کار فرما رھی ہے ان میں زنـا کو جرم سمجھا گیا ہے اور اس کی برائی کی شدت کو محسوس کیا گیا ہے اور اس کیلئے سخت سزائیں رکھی گئی ھیں ۔

حضرت ابن عمر اور حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ یہود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کے زنا کا مقدمہ لے کر آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تورات میں زنا کا کیا حکم مذکور ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ھم زنا کار مرد و عورت کو رسوا کرتے اور کوڑے لگاتے ھیں اور منہ کالا کر دیتے ھیں ۔ حضرت عبد اللہ بن ســلام نے ان سے فرمایا کہ تم جھوٹ کہتے ہو تورات لے کر آؤ ۔ وہ تورات لائے اور آیت پڑھنے والے نے آیت رجم پر ھاتھ رکھ

لیا اور آگے پیچھے سے پڑھنے لگا ـ حضرت عبد اللہ بن سـلام نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ اٹھاؤ ـ اس نے ہاتھ اٹھایا تو آیت رجم موجود تھی ، اس پر یہود پکار اٹھے اے محمد آپ سچ فرماتے ہیں ـ بلاشبہہ تورات میں رجم کا حکم ہے اس پر آپ نے رجم کا حکم فرمایا ـ

تورات میں زنا کی مختلف صورتوں میں اس کی سزا رجم ، قتل اور آگ میں جلا دینا بیان ہوئی ہے اور یہی احکام مسیحی شریعت میں باقی رکھے گئے تھے ، تورات کی اصل تعلیمات میں جو کچھ ان کے زمانے میں محفوظ تھا خود حضرت عیسی اسے مانتے تھے اور انجیل بھی اس کی تصدیق کرتی تھی ـ

سفر الاومیین ، اصحاح ۱۸ ، ۲۰ میں بیان ہے کہ :

„ اگر مرد کسی قریبی رشتہ دار عورت سے زنا کرے تو زانی اور زانیہ دونوں کو قتل کیا جائے گا اور اگر کوئی مرد اپنے باپ کی بیوی سے تعلق قائم کرے تو دونوں کو قتل کیا جائے گا اور اگر کوئی شخص کسی عورت اور اس کی ماں سے تعلق قائم کرے تو انہیں آگ میں جلایا جائے گا “ ـ

„ غیر شادی شدہ یہودی عورت سے زنا کی سزا سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ یہودی عورت سے یا بت پرست سے زنا کی سزا قتل ہے اور قتل کا حکم کسی ہلکی سزا میں تبدیل نہیں ہو گا ، مسیحی شریعت میں بھی ایسا کوئی حکم موجود نہیں ہے جو اس کا ناسخ ہو “ (۷) ـ

حد زنا سے اہل مغرب کا انحراف

یہودی اور عیسائی اقوام جس قدر فطرت سے دور ہوتی گئیں اور ان میں زنا کی کثرت ہوتی گئی اسی قدر انکے ذہن سے اس جرم کی سنگینی کا احساس کم ہوتا گیا ، چنانچہ قدمائے یورپ نے زنا کی سزا کو قتل کی سزا سے بھی سخت متصور کیا تو انہوں نے اس میں ردوبدل کر

لیا اور اصل سزا جاری کرنے کے بجائے زانیہ کو برھنہ جسم پھرانے اور تاموت کوڑے مارنے کی سزا دینے لگے اور پھر اس میں بھی مزید تخفیف کرکے زانی کیلئے جلاوطنی اور زانیہ کیلئے ناک کان کاٹنے کی سزا مقرر کر دی ، قدیم یونانیوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ زناکار کو شوھر کے حوالے کر دیتے کہ وہ جو چاھے سزا دے (۸)۔

اس معاملے میں سب سے اھم غلطی جس کا ارتکاب کیا گیا یہ تھی کہ محض زنا (FORNICATION) اور زنا بزن غیر (ADULTRY) میں فرق کرکے اول الذکر کو صرف ایک معمولی سی غلطی اور موخر الذکر کو واجب سزا جرم قرار دیا گیا ۔ یعنی اگر عورت بے شوھر ھو تو اس سے زنا محض زنا ہے قطع نظر اس کے کہ مرد بیوی رکھتا ھو یا نہ رکھتا ھو ۔

جھاں تک شادی شدہ عورت سے زنا کا تعلق ہے تو یہ البتہ جرم ہے لیکن اس میں جرم ھونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ فعل بجائے خود برا ور بذاتہ جرم ہے بلکہ اس کے جرم ھونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شادی شدہ عورت نے اپنے شوھر سے کئے ھوئے ایک سماجی معاھدے (SOCIAL CONTRACT) کی خلاف وزری کی ہے ، اس لئے شوھر اپنی اس بیوی پر عھد شکنی کا دعوی کرکے اس سے طلاق لے سکتا ہے اور جس مرد نے اس کی بیوی کو یہ راہ سمجھائی ہے اس سے ھرجانہ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور شوھر چاھے تو وہ اس جرم کو معاف بھی کر سکتا ہے، شوھر کے ملوث ھونے کی صورت میں عورت شوھر سے طلاق کا مطالبہ تو کر سکتی ہے لیکن اگر شوھر نہ دینا چاھے تو وہ اصرار نہیں کر سکتی کہ یہ حصول طلاق کی کوئی معقول وجہ جواز نہیں ہے بلکہ اس کو معقول وجہ جواز بنانے کیلئے ضروری ہے کہ بیوی شوھر پر علاوہ بدکاری

کے الزام کے اس پر سخت گیر اور ظالم ہونے کے بھی الزامات شامل کرے۔ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ نہ یہ مرد دوبارہ شادی کر سکتا ہے اور نہ یہ مطلقہ عورت۔ گویا زوجین میں سے جسکو تمام عمر راہب بن کر رہنا ہو وہ اپنے شریک زندگی کی بے وفائی کا شکوہ مسیحی عدالت میں لے کر جائے (۹)۔

جرم زنا کے بارے میں اسلام کا تصور اور سزائے زنا کی حکمت

اسلام کی نظر میں زنا کا ارتکاب شرک اور قتل کے بعد سب سے بڑا جرم ہے۔ اس کی وجہ سے افراد ، خاندان اور قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ مگر اسلام انسانی معاشرے کو زنا سے بچانے کیلئے سزا کے کوڑے اور رجم کے پتھر پر انحصار نہیں کرتا بلکہ ایک اسلامی معاشرے میں ایسی وسیع اور ہمہ پہلو اصلاحی تدابیر اختیار کرتا ہے اور ایسے انسدادی اقدامات کرتا ہے جن سے قانونی تعزیرات محض آخری چارہ کار کے طور پر باقی رہ جاتی ہیں اور نتیجتاً اسلامی معاشرے میں ان سزاؤں کی سختی اور شدت اس طرح محسوس نہیں ہوتی جس طرح ایک جاہلی معاشرے میں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جاہلی معاشرے میں جرائم کی کثرت ہوتی ہے اور اس کثرت سے افراد معاشرہ کا اخلاقی مزاج اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ ان کی نظروں میں جرم کی سنگینی باقی نہیں رہتی اور وہ اس کے ارتکاب کو ہلکا اور معمولی سمجھنے لگتے ہیں اور جس قدر جرم کی سنگینی کا احساس کم ہوتا جاتا ہے اسی قدر خدا کی مقرر کردہ سزا کی شدت کا احساس بڑھتا جاتا ہے۔

اسلام جرم زنا کی روک تھام کیلئے سب سے پہلے آدمی کے نفس کی اصلاح کرتا ہے، اسکے اندر کی دنیا میں تبدیلیاں لاتا ہے کہ باہر کی دنیا محض ایک پرتو ہے انسان کی اسی داخلی دنیا کا ، اسکے دل میں اللہ

رب العالمین جبار اور قہار کا خوف پیدا کرتا ہے ، اس کے نفس میں خوف آخرت ابھارتا ہے اور قانون الہی کی اطاعت کا جذبہ پروان چڑھاتا ہے۔ یہی خوف خدا اور عذاب آخرت کا شدید احساس حضرت ماعزؓ کو دربار رسالت میں کشاں کشاں لے کر آتا ہے اور ان کے دل کی پکار ان کی زبان پر آ جاتی ہے کہ یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجئے۔

اس کے بعد اسلام افراد معاشرہ کیلئے نکاح کی ممکنہ سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ غض بصر کا حکم دیتا ہے ، تبرج جاھلیت (جاھلی بناؤ سنگھار اور جسم کی غیر اخلاقی نمائش) سے منع کرتا ہےاور لوگوں میں سنجیدگی ، وقار اور خشیت الہی پیدا کرتا ہے اور ان تمام اسباب کا سدباب کر دیتا ہے جو زنا کی جانب لے جانے والے ھیں۔

ان تدابیر کے بعد بھی اگر اسلامی معاشرہ میں جرم زنا سرزد ھو جائے تو اسلام اسکی سخت سزا متعین کرتا ہے تاکہ بنی نوع انسان کو خاندانی نظام کی ابتری ، عزت کے اتلاف ، نسب کے ضیاع ، مال کے نقصان ، جان کی ھلاکت ، بدامنی اور انتشار سے محفوظ رکھ سکے۔

اسلام زناکار سے ھمدردی کا رویہ اختیار کرنے پر بے گناہ افراد و معاشرہ سے ھمدردانہ رویہ اختیار کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور زنا کے مجرم کے بارے میں کہتا ہے۔ „ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو ان پر ترس کھانے کا جذبہ دامن گیر نہ ھو „۔

اسلام مجرم سے ھمدردی کا اظہار وھاں کرتا ہے جہاں فی الواقع اس کا موقع ھوتا ہے اس سلسلے میں ھم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو ارشادات تحریر کرنا کافی سمجھتے ھیں ، جن سے اسلام کے قانون حدود کی پوری روح سامنے آ جاتی ہے۔

„شبہات کی موجودگی میں حدود ساقط کر دو اور اگر مجرم کی

چھوٹ کا کوئی راستہ ہو تو اس کو چھوٹ جانے دو کہ امام کا غلطی سے معاف کر دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ غلطی سے سزا دیدے »

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔

« اے لوگو! جو شخص ان بری باتوں میں سے کسی بری بات کا چھپا کر ارتکاب کرے اور اللہ اس پر پردہ ڈالدے تو وہ اللہ کے پردے میں ہے اور جس نے ارتکاب گناہ کے بعد اپنے گناہ کو ظاہر کر دیا تو اس پر ہم اللہ کی مقرر کی ہوئی حد جاری کرینگے ۔ (۱۰)۔

اسلام میں سزائے زنا کی تدریج

زنا کو ایک قابل سزا جرم ۳ ھجری میں قرار دیا گیا مگر اس وقت اس کی حیثیت ایک خاندانی جرم کی رکھی گئی کہ اھل خاندان اور قبیلہ چار گواھوں کی گواھی پر دونوں مرتکب زنا مرد و عورت کو ماریں اور عورت کو گھر میں قید کر دیا جائے ۔ اس حکم کے ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ یہ حکم وقتی ہے اور اصل قانون اس کے بعد عنقریب جاری ہونے والا ہے ۔ یہ اولین حکم ان الفاظ میں بیان ہوا ۔

تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواھی لو اور اگر وہ گواھی دیدیں تو ان کو گھروں میں بند کرکے رکھو یہانتک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کیلئے کوئی راستہ نکال دے اور تم میں سے جو اس فعل کا ارتکاب کریں ان دونوں کو تکلیف دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دو کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ۔

بعد ازاں وہ حکم نازل ہوا جو سورہ نور کی آیت ۲ میں مذکور ہے اور جو یہ ہے ۔

« زنا کار عورت اور زنا کار مرد دونوں میں سے ہر ایک کے سو کوڑے

مارو » ۔

اس آیت میں زنا کی جو سزا بیان ہوئی ہے وہ دراصل محض زنا کی سزا ہے اور زنا بعد احصان (شادی شدہ ہونے کے بعد کے زنا) کی سزا نہیں ہے جو کہ اسلامی قانون کی نگاہ میں ایک سخت ترین جرم ہے اور اس کی سزا سنت نبوی سے ہوتی ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے (١١)

گذشتہ تمام انبیاء کی تعلیمات میں توحید ، رسالت اور یوم آخرت پر ایمان جیسے کلیات تو بلاشبہ اور ہمیشہ مشترک رہے ہیں لیکن اکثر و بیشتر شرعی قوانین و ضوابط بھی اگلے نبی کی شریعت میں برقرار رکھے گئے اور ان کو تبدیل نہیں کیا گیا ، چنانچہ حضرت عیسی اخلاقی تعلیمات کے احیاء اور عقائد و افکار کے درست کرنے کیلئے مبعوث ہوئے اور ان کو نئی شریعت نہیں دی گئی اور ان کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ انہوں نے تورات میں موجود احکام کی تصدیق کی اور اہل انجیل کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ وہ انہی احکام پر عمل کریں جو پہلے تورات میں اللہ نے نازل کئے ہیں ۔ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے بھی یہی فرمایا کہ الکتاب میں سے جو کچھ احکام موجود ہیں قرآن بھی ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور نہ صرف یہ کہ تصدیق کرنے والا ہے بلکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرنے والا ہے اور انہیں اسطرح احتیاط سے بحفاظت رکھنے والا ہے جس طرح ہمیان میں کوئی شئے احتیاط اور حفاظت سے رکھی جاتی ہے (مهیمنا علیه) ۔

قرآن سے سزائے رجم کا اثبات

اس سے پہلے یہودیوں کے رجم کا جو واقعہ بیان ہوا اس کے بارے میں قران فرماتا ہے کہ تورات میں حکم الہی (رجم) کے موجود ہونے کے باوجود یہ محض اس حکم سے بچنے کیلئے آپ سے اس مقدمہ کا فیصلہ

کرنے کیلئے درخواست کر رہے ھیں، جس کا مطلب یہ ھوا کہ انھیں حکم الٰھی پر ایمان نھیں ہے، حالانکہ تورات اللہ کی نازل کردہ کتاب ھدایت ہے اور گزشتہ انبیاء (بنی اسرائیل) اسی کے مطابق یھودیوں کے مقدمات کے فیصلے کرتے رہے ھیں اور اسی کے مطابق یھودیوں کے علماءفیصلے کرتے رہے ھیں ـ مگر بعد میں انھوں نے یہ روش اختیار کی کہ ثمن قلیل کے بدلے اللہ کے احکام کو بدلنے لگے اور اللہ کے حکم کو ترک کرکے کفر کے مرتکب ھوئے ـ

قرآن کریم میں بتایا گیا کہ تورات میں قصاص کا حکم بھی بیان کیا گیا تھا ـ یہ بھی بتایا گیا کہ پچھلے انبیاء کے تسلسل میں حضرت عیسی علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر مبعوث کیا گیا ـ جنھوں نے تورات کی تصدیق کی اور انھیں انجیل عطا کی گئی اور اس کتاب نے بھی تورات کی تصدیق کی اور اھل انجیل کو بھی یھی ھدایت کی گئی کہ تورات کے احکام کی پابندی کریں کیونکہ یہ سب احکام اللہ کے نازل کردہ ھیں اور اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق عمل نہ کرنا کفر، ظلم اور فسق ہے ـ

یہ بتانے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا کہ (اے محمدؐ) ھم نے آپ کو جو کتاب دی ہے وہ بھی جو کچھ اس کے آگے تھا اس کی تصدیق کرنے والی ہے ـ اب تم حق سے منہ موڑ کر ان کی خواھشات کو نہ مان ا بلکہ حکم الٰھی کے مطابق فیصلہ کرو ـ

اس کے بعد پھر تاکید کی جاتی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کرو اور ھوشیار رھو کہ کھیں یہ تمھیں فتنہ میں ڈال کر اس حق سے ذرہ برابر منحرف نہ کر دیں جو خدا نے تمھاری طرف نازل کیا ہے ـ

کیا یہ لوگ جاهلیت کا فیصلہ چاهتے هیں حالانکہ اللہ پر یقین رکھنے والوں کیلئے اللہ کے فیصلے سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں ہے۔

اهـم نکات

ان آیات کے مطالعے سے چند نکات سامنے آتے هیں۔

۱۔ یہود کی اخلاقی حالت کی پستی اور ان کے کردار کے انحطاط کی انتہا یہ ہے کہ خدا کے احکام میں تحریف کرتے هیں ، ثمن قلیل کے بدلے خدائی احکام بدل ڈالتے هیں ، حرام مال کھاتے هیں اور خوب جھوٹ بولتے اور جھوٹ سنتے هیں اور اسی اپنی اخلاقی گراوٹ کی بنا پر حکم الٰهی سے جان چھڑانا چاهتے هیں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ یہود آپ کے پاس جس مقدمہ کا فیصلہ لے کر آئے هیں آپ چاهیں تو ان کا فیصلہ کریں اور چاهیں تو نہ کریں لیکن اگر فیصلہ کریں تو ٹھیک ٹھیک انصاف کے مطابق کریں۔

۳۔ یہود آپ کے اس فیصلے کیلئے کیوں آئے۔ حالانکہ ان کے پاس تورات تھی جس میں حکم اللہ موجود تھا۔ جس سے انہوں نے خود هی منہ موڑ لیا۔ اس لئے کہ درحقیقت یہ ایمان هی نہیں رکھتے۔

۴۔ تورات هی میں حکم قصاص بھی بیان کیا گیا تھا ، قرآن نے اس کو باقی رکھا۔

۵۔ قرآن نے احکام تورات کی تصدیق کی اور ان کا محافظ اور نگهبان بھی بنا۔

٦۔ قرآن کریم اور تورات دونوں کیلئے الکتاب (لکھا هوا ضابطہ الٰهی) کا لفظ استعمال کیا جس سے معلوم هوا کہ قرآن کریم اور تمام کتابیں

جو مختلف زمانوں میں اللہ کی طرف سے نازل ہوتی رہی ہیں سب کی سب فی الاصل ایک ہی ام الکتاب کے حصے ہیں ، ان کا مصنف بھی ایک ہے ان کا مدعا بھی ایک ہے۔ ایک ہی مقصد ہے ایک ہی تعلیم ہے اور ایک ہی علم ہے جو ان کے ذریعے انسانیت کو دیا گیا ہے۔ پس حقیقت یہی نہیں ہے کہ یہ کتابیں ایک دوسری کی مخالف نہیں موید ہیں ، تردید کرنے والی نہیں تصدیق کرنے والی ہیں ، بلکہ اصل حقیقت اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہے اور وہ یہ کہ یہ سب ایک ہی الکتاب کے مختلف ایڈیشن ہیں ۔

۷۔ باردگر بھی یہی تاکید کی گئی کہ آپ ذرا محتاط رہیں کہ کہیں یہ یہود آپ کو فتنہ میں ڈال کر اللہ کے حکم کے خلاف کوئی فیصلہ کروا لیں ۔ دیکھئیے آپ اللہ ہی کے حکم کے مطابق فیصلہ کیجئیے (۱۲)۔

۸۔ اگر یہ اللہ کے فیصلے پر راضی نہیں ہیں تو کیا جاہلیت کے فیصلے کے متلاشی ہیں جبکہ اللہ پر یقین رکھنے والوں کیلئے اللہ کے فیصلے سے بڑھ کر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا ۔

۹۔ جو لوگ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ، ظالم اور فاسق ہیں ، کافر اسلئے ہیں کہ اللہ کے قانون کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے قانون پر فیصلہ کرنا کفر ہے ، ظالم اسلئے ہیں کہ عدل و انصاف پر مبنی تو اللہ ہی کا فیصلہ ہو سکتا ہے اور جو فیصلہ اللہ کے قانون کے خلاف ہو وہ ظلم ہے اور فاسق اسلئے ہیں کہ باوجودیکہ خدا کے بندے اس کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں پھر بھی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتے اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑی بدکاری اور کیا ہو گی کہ بندہ ہو کر آقا کی بات نہ مانے ؟

ان تمام نکات سے معلوم ہوا کہ قرآن کی رو سے رجم کا حکم بھی

اسی طرح حکم اللہ ہے جس طرح کہ قصاص کا حکم حکم اللہ ہے اور جس طرح قرآن نے یہ بتایا کہ ہم نے قصاص کا حکم تورات میں لکھدیا تھا اور فرض کر دیا تھا ، اسی طرح قرآن نے کہا کہ رجم کا حکم اللہ بھی تورات میں موجود تھا ، بلکہ قصاص کا حکم بیان کرکے قرآن نے اس کی کوئی تاکید بیان نہیں کی جبکہ رجم کے حکم کو حکم اللہ کہا گیا ، اسے انصاف کہا گیا ، اور تاکید کی گئی کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔

اللہ سبحانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کے درمیان ٹھیک ٹھیک انصاف (قسط) کے ساتھ فیصلہ کریں اور آپ نے رجم کا فیصلہ فرمایا جس سے معلوم ھوا کہ ٹھیک ٹھیک انصاف کی سزا رجم کی سزا ہے۔

رجم کے بارے میں اللہ نے آپ کو بار بار تاکید فرمائی کہ آپ یہود کی خواھشات کی پیروی نہ کیجئے بلکہ حکم اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے اور یہ بھی وضاحت کر دی کہ ان یہودیوں نے تو تورات میں تحریف کر دی ہے یہ تو جھوٹے اور حرام کھانے والے ھیں اور اب آپ کے پاس اسلئے آئے ھیں کہ آپ علاوہ رجم کے (یا علاوہ قصاص کے) کوئی اور فیصلہ کر دیں تو آپ ان کے فتنہ میں مبتلا ھو کر حق سے سرمو انحراف نہ کریں۔

اور حق کے ساتھ فیصلہ کریں یعنی آپ کا رجم کا فیصلہ کرنا حق کا فیصلہ تھا ۔

مندرجہ بالا آیات میں دو احکام بیان ھوتے ھیں ایک قصاص اور دوسرا رجم ، اور ھر دو کو حکم اللہ کہا گیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ھم قصاص کو تو حکم اللہ تسلیم کر لیں لیکن رجم کو حکم اللہ تسلیم نہ کریں اور پھر ان احکام کی پابندی کی شدت بیان کرتے ھوئے کہا گیا کہ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر

ظالم اور فاسق ھیں ۔ ظاھر ہے کہ آپ نے زنا کے بارے میں (یا قصاص کے بارے میں) جو بھی فیصلہ فرمایا وہ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق ھی فرمایا تھا ۔

قرآن کریم سے دوسرا استدلال

سورہ نور کی آیت جو پہلے بیان کی جا چکی ہے حد جلد غیر محصن اور غیر محصنہ کی سزا ھونا سورہ نساء کی اس آیت سے بھی ثابت ہے „ تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ھوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواھی لو اور اگر چار آدمی گواھی دے دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو ۔ یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کیلئے کوئی راستہ نکال دے „ ۔(النساء ۔ ۱۵)

„ اور جو شخص تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ھو کہ خاندانی مسلمان عورتوں(محصنات)سے نکاح کر سکے اسے چاھئیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرے جو تمہارے قبضے میں ھوں اور مومنہ ھوں ، اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے ۔ تم سب ایک ھی گروہ کے لوگ ھو ، لہذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کر دو تاکہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ھو کر رھیں ، آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں ، پھر جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ھو جائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ھوں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں محصنات کیلئے مقرر ہے „ ۔ (النساء ۔ ۲۵) ۔

رجم کے منکرین نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر آزاد شادی شدہ عورت محصنہ کی سزا اسلام میں رجم ہے تو اس کی نصف

سزا کیا ہو گی جو باندی کو دی جائے گی ۔ لہذا یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے بلکہ صرف کوڑوں کی سزا ہے کیونکہ کوڑوں ہی کی سزا تنصیف ہو سکتی ہے۔

حالانکہ یہ آیت رجم کے خلاف دلیل نہیں ہے بلکہ رجم کے حق میں ثبوت ہے۔ دراصل اس آیت میں دو مرتبہ لفظ محصنات آنے سے انہیں مغالطہ ہوا ہے کہ انہوں نے اس کے معنی شادی شدہ لئے ہیں جبکہ ان دونوں مقامات پر شادی شدہ کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہی نہیں ہوا ہے ، اسلئے کہ آیت کے آغاز میں کہا جا رہا ہے کہ تم میں سے جو محصنات سے شادی کی قدرت نہ رکھتے ہوں ، تو اگر اس محصنات سے مراد شادی شدہ عورتیں ہیں تو ان سے شادی کی قدرت رکھنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ، ظاہر ہے کہ اس محصنات سے غیر شادی شدہ آزاد اور خاندانی عورتیں مراد ہیں کہ جو ان عورتوں سے شادی کی قدرت نہ رکھیں تو وہ باندی سے شادی کر لیں اور جب وہ باندی نکاح سے حالت احصان میں آکر ارتکاب زنا کرے تو اس کی سزا آزاد غیر شادی شدہ عورتوں (محصنات) کی سزا کا نصف ہوگی ۔ یعنی آیت ١٥ میں جس سبیل کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کے نتیجے میں سورہ نور کا حکم آیا وہ انہی غیر شادی شدہ آزاد عورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے(١٣)۔

اسی کی مؤید حضرت عبادہ بن الصامت کی یہ حدیث ہے کہ مجھ سے لے لو مجھ سے لے لو ۔ اللہ نے ان کیلئے راستہ بنا دیا ہے۔ اور آپ نے اس راستے کی وضاحت سورہ نور کے حکم کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بیان فرمائی ۔

غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے زنا کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد کے شادی شدہ

عورت سے زنا کی سزا سو کوڑے اور سنگساری ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں سزائے رجم کا اعلان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ۱۰ ھ میں خطبہ دیا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے متعارف ہے اس خطبہ کے دوران موجود صحابہ کرام کی تعداد سوا لاکھ تک پہنچتی ہے اور اس خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۔ . بچے کا نسب اس سے ثابت ہوگا جس کے بستر پر (گھر میں) وہ پیدا ہوا اور بدکار کیلئے پتھر ہیں » ۔

غور فرمائیں کہ زناکار کے رجم کی سزا آپ نے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کی موجودگی میں ایک مسلم اصول کی حیثیت میں بیان فرمائی اور زندگی کے آخری دور میں ۱۰ھ میں اس وقت بیان فرمائی جب اس وقت تک کے اسلام لانے والے تمام صحابہ وہاں موجود تھے اور کسی کو اس بارے میں کوئی تأمل نہیں ہوا کہ

«بدکار کے لئے پتھر »

کو ایک اصول کے طور پر کیوں بیان فرما رہے ہیں جبکہ قرآن نے کوڑوں کی سزا بیان فرمائی ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس وقت تک اسلام قبول کرنے والے تمام افراد اس حقیقت کو ایک امر مسلمہ کی حیثیت میں جانتے تھے کہ اسلام میں محصن اور محصنہ کی سزا رجم ہے اور صحابہ کرام کے مابین اس مسلمہ حقیقت میں کوئی شک وشبہہ نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذکورہ فوجداری اصول کو کئی مرتبہ بیان فرمایا اور متعدد صحابہ کرام سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس عنوان کا ایک علیحدہ باب مقرر کیا ہے۔ (باب للعاہر الحجر) اور اس میں حضرت عائشہؓ سے مروی یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ ایک بچے کی ولدیت کے نزاع میں آپ

نے فیصلہ دیا کہ بچہ عبد بن زمعہ کا ہے کیونکہ اصول ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور بدکار کیلئے پتھر ہیں۔

حضرت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے لے لو ، مجھ سے لے لو ، اللہ نے ان کیلئے راستہ پیدا فرما دیا ہے کہ شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے اور پتھر مارنا ہے اور غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔

(صحیح مسلم ، ابوداؤد ، مسند احمد ، ترمذی ، ابن ماجہ)

حضرت عبادہ بن الصامت کی مذکورہ بالا حدیث سورہ نور کے جلد کے حکم کے بعد کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں اس سبیل (راستہ) کا ذکر کیا گیا ہے جس کا وعدہ النساء کی پندرھویں آیت میں کیا گیا تھا۔

سورہ نور کا حکم یہی سبیل ہے اور اسی کی وضاحت اور تشریح عبادہ بن الصامت کی حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے یہ حکم لے لو ، اللہ نے ان کے لئے سبیل پیدا فرما دی ہے کہ شادی شدہ مرد و عورت کی سزا رجم اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کی سزا جلد مأ ۃ ہے۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ نے او یجعل اللہ لھن سبیلا کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ۔ یعنی الرجم للثیب والجلد للبکر (۱۴) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سورہ نور کی آیت جلد تلاوت کرکے فرمایا کہ

اگر دونوں محصن ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا (۱۵)۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے جسے متعدد صحابہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

جو کوئی مسلمان یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون جائز نہیں ہے مگر تین وجوہ سے ، شادی شدہ ہونے کے باوجود ارتکاب زنا ، قتل ناحق اور جماعت کو چھوڑ کر دین سے پھر جانا ۔

عہد نبوت میں رجم کے واقعات

ان چند قولی احادیث کے بیان کے بعد جن سے رجم کا اثبات ہوتا ہے اب ہم رجم کے ان واقعات کو بیان کریں گے جو عہد نبوت میں وقوع پذیر ہوئے ۔ ان واقعات میں زیادہ مشہور چار واقعات ہیں ۔

یہود کا واقعہ ، حضرت ماعز کا واقعہ ، غامدیہ کا واقعہ اور عسیف کا واقعہ ۔

کتب احادیث میں ان واقعات اور ان کے متعدد پہلوؤں کی تفصیلات سے متعلق بکثرت روایات ملتی ہیں اور تقریباً ۳۵ صحابہ کرام نے ان واقعات کو بیان کیا ہے ۔ اسلئے یہ واقعات زیادہ شہرت حاصل کر گئے ہیں لیکن ان واقعات کی یہ شہرت اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے عہد میں رجم کے واقعات یہی چار ہوئے ہیں بلکہ درحقیقت ہمارے سرکار ﷺ نے چار سے زائد مرتبہ سزائے رجم جاری فرمائی ہے ۔

حضرت ماعز کے رجم کا واقعہ

حضرت ماعز بن مالک اسلمی پر سزائے رجم کے جاری ہونے کا ذکر کتب احادیث میں بکثرت روایات کے ساتھ موجود ہے صرف بخاری اور مسلم نے اس واقعہ کو حضرت ابوہریرہ ، حضرت جابر بن عبداللہ ، حضرت جابر بن سمرہ ، حضرت ابن عباس ، حضرت ابو سعید اور حضرت سلیمان بن بریدہ سے روایت کیا ہے ۔ سنن ابوداؤد میں حضرت

ماعز کے واقعہ کی تفصیلات کیلئے ایک جدا باب قائم کیا گیا ہے۔ (باب رجم ماعز بن مالک) اور یزید بن نعیم بن ھزال ، جابر بن عبداللہ ، ابن عباس ، جابر بن سمرہ، ابوھریرہ ، ابو سعید ، سلیمان بن بریدہ ، اور عبداللہ بن بریدہ سے روایات نقل کی ھیں۔

ماعز بن مالک اسلمی ایک یتیم تھے جنھوں نے نعیم بن ھزال کے ھاں پرورش پائی تھی۔ (١٦) وھیں وہ ایک آزاد کردہ باندی سے ملوث ھو گئے اور انہوں نے آکر سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں اعتراف جرم کیا اور آپ نے ان پر سزائے رجم جاری کرنے کا حکم فرمایا۔

اس واقعہ کی تفصیلات اور روایات کی کثرت کو نظر انداز کرتے ہوئے ھم یہاں بخاری اور مسلم کی ایک (متفق علیہ) حدیث نقل کرتے ھیں۔

حضرت ابوھریرہ سے مروی ہے کہ ایک اسلمی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ھوا۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے ، اس نے آپ سے مخاطب ھو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے ، آپ نے اس سے اعراض فرمایا ، وہ گھوم کر دوسری جانب آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ، آپ نے پھر اعراض کیا وہ گھوم کر دوسری جانب آیا اور وھی بات کہی۔ آپ نے چوتھی مرتبہ بھی رخ پھیر لیا ، جب اس نے چار مرتبہ اپنے اوپر گواھی دے لی تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کیا تم مجنون ھو ، اس نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور رجم کر دو ، اور وہ محصن تھا۔

زھری بیان کرتے ھیں کہ مجھے جابر سے سننے والے راوی نے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ میں رجم کرنے والوں میں موجود تھا اور ھم نے اسے

مدینه کی مصلی میں رجم کیا تھا ۔ جب اسے پتھر لگنے شروع ہوئے تو بھاگ کھڑا ہوا ہم نے اسے حره پر جا لیا اور رجم کر دیا تا آنکه مر گیا ۔

غـــامدیه کا واقعه

غامد قبیله جہینه کی ایک شاخ تھی اور یه عورت غامدیه اسی شاخ سے متعلق تھی ، اس نے بھی حضرت ماعز کی طرح خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اعتراف جرم کیا لیکن چونکه وه حامله تھی اسلئے آپ نے اس کے بارے میں اولاً یه فرمایا که جب ولادت ہو جائے گی تب آنا ، وه ولادت کے بعد آئی تو آپ نے فرمایا که جب بچه روٹی کھانے کے قابل ہو جائے تب آنا ، اس کے بعد وه آئی تو آپ ﷺ نے ایک صحابی کے ذمے اس کے بچه کی پرورش کی اور اس عورت کے رجم کا حکم فرمایا ۔

یه واقعه صحابه کرام میں سے بشیـر بن المهاجر، ابوبکره ، عمران بن حصین ، سلیمان بن بریده ، اور عبدالله بن بریده سے مروی ہیں اور ان روایات میں بھی اسی طرح تفصیلات وارد ہوئی ہیں ، جس طرح که حضرت ماعز کے واقعه میں آئی ہیں۔

عسیف کا واقعه

عسیف (اجیر) کا واقعه بخاری ، مسلم ، ترمذی ، نسائی اور ابن ماجه نے بروایت حضرت ابوهریره زید بن خالد الجهنی اور شبل بن معبد روایت کیا ہے که ایک لڑکا ایک عورت کے یہاں ملازم تھا اور وه وہاں اپنی مالکه کے ساتھ ملوث ہو گیا ۔ اس کا باپ اسے لے کر سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ، اور آپ سے فیصلے کا طالب ہوا ۔ آپ نے فرمایا که میں کتاب الله سے فیصله کروں گا اور فرمایا که تیرے لڑکے کو کوڑوں کی سزا ہوگی اور ایک صحابی انیس کو حکم دیا که تم اس

عورت کے پاس جاؤ ۔ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو ، چنانچہ انیس گئے اور اس نے اعتراف کر لیا چنانچہ اسے رجم کیا گیا ۔

حضرت ابوھریرہ اور حضرت زید بن خالد الجھنی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ھیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ھوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دیتا ھوں کہ آپ کتاب اللہ سے میرا فیصلہ کریں دوسرے فریق نے جو ذرا زیادہ سمجھدار تھا ، اس نے کہا جی ھاں ھمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے ، آپ نے فرمایا کہو ، اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے یہاں ملازم تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ، تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے تو میں نے اس کا فدیہ ایک باندی اور سو بکریاں دے دیں اور اھل علم سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی کی سزا رجم ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم بخدا جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمھارے درمیان کتاب اللہ ھی سے فیصلہ کروں گا ۔ باندی اور بکریاں تو واپس اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور اے انیس تم اس کی بیوی کی طرف جاؤ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دو ۔ وہ اس کے پاس گئے اس نے اعتراف کر لیا اور آپ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا ۔

اس حدیث میں کتاب اللہ سے مراد حکم الٰھی اور قانون الٰھی ہے اور اگر کتاب اللہ سے قرآن مراد ھو تو وہ اس مفھوم میں ہے کہ آپ نے قرآن کے حکم کی اس طرح تفسیر فرمائی کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کی سزا جلد اور شادی شدہ مرد و عورت کی سزا رجم ہے (١٨) ۔

اجماع صحابه

حضرت عمر نے مدینہ منورہ میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما ہو کر طویل تقریر فرمائی جو بخاری مسلم ، ترمذی اور نسائی میں منقول ہے ، اس کا جو حصہ رجم سے متعلق ہے وہ ہم یہاں درج کر رہے ہیں ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان پر کتاب نازل کی اور نازل کردہ احکام میں آیت رجم بھی تھی۔ جسے ہم نے پڑھا سمجھا ، اور محفوظ رکھا ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا اور اس کے بعد ہم نے رجم کیا ۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کچھ وقت گزرنے کے بعد کوئی شخص یہ کہے کہ ہم تو رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اللہ کے اس نازل کردہ فریضہ کو ترک کرکے لوگ گمراہ ہو جائیں ۔ بہرحال از روئے کتاب اللہ سزائے رجم برحق ہے ہر اس مرد و عورت پر جو بحالت احصان زنا کا ارتکاب کرے ، بشرطیکہ بینہ موجود ہوں یا حمل ہو یا اعتراف ہو ۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے تفصیل سے حضرت ابوبکر کی خلافت کے انعقاد کے واقعات بیان فرمائے(١٨) کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں شوری کے واضح احکام موجود نہیں ہیں اور خود حضرت ابوبکر کی خلافت اچانک ہو گئی تھی ۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن میں شوریٰ کا واضح حکم موجود نہیں ہے تو پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ رجم کا حکم بھی قرآن میں موجود نہیں ہے اور اسطرح وہ حکم الہی کو ترک

کرکے گمراھی میں مبتلا ھو جائیں گے۔ رجم کا حکم کتاب اللہ میں موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے اور ان کے بعد ہم نے عمل کیا ہے۔

حضرت عمر نے یہ تقریر حج سے واپس آکر جمعہ کے ایک بڑے اجتماع میں صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمائی اور کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ رجم اللہ کا حکم نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہیں کیا یا آپ نے سورہ نور کے نزول سے پہلے فرمایا تھا۔

خلفائے راشدین کے عہد میں رجم کی سزا

حضرت عمر کے سامنے ایک شامی شخص نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا، آپ نے ابو واقد اللیثی کو اس عورت کے پاس بھیجا، اس نے اعتراف جرم کیا، اس پر آپ نے سزائے رجم کا حکم فرمایا، اور اسے رجم کیا گیا (۱۹)۔

اسی طرح حضرت عثمان نے ایک عورت کے رجم کا حکم فرمایا اور اسے رجم کیا گیا۔(بیہقی)۔

حضرت علی کی خدمت میں شراحہ ھمدانیہ نامی ایک عورت لائی گئی۔ آپ نے اسے پہلے تازیانے لگائے اور بعد ازاں سزائے رجم جاری کی اور فرمایا کہ میں نے قرآن کے مطابق حد جاری کی اور سنت رسول کے مطابق سنگسار کیا (بیہقی)۔

غرض خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ محصن اور محصنہ کی سزا رجم ہے اورکسی بھی صحابی سے رجم کے خلاف کوئی ایک قول بھی مروی نہیں ہے جبکہ سزائے رجم کے بارے میں قولی احادیث اور فعلی احادیث ۳۵ کبار صحابہ نے روایت کی ھیں۔

عہد صحابہ کے بعد دور تابعین اور تبع تابعین میں بھی اور اس کے بعد بھی کسی محدث اور کسی فقیہ کا سزائے رجم کے خلاف کوئی قول موجود نہیں ہے بلکہ ہمیشہ امت مسلمہ کا رجم کے سزائے زنا محصن ہونے پر اجماع رہا ہے اور ماسوا خوارج کے ایک گروہ اور معتزلہ کے چند افراد کے کسی بھی قابل ذکر شخصیت کا اختلاف رجم کے بارے میں اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ المعجم الوسط ۔ ج ۱ ، بیروت .

۲۔ سید مرتضی الزبیدی ۔ تاج العروس ،ج ۲ ، بیروت ۔

۳۔ شوکانی ۔ نیل الاوطار ، ج ۷ ، ص ۹۳ ۔

۴۔ ابن حجر عسقلانی ۔ فتح الباری ، ۱۵ ۔ ۶۱ ۔ مصر

۵۔ ابراهیم آفندی ۔ اسرار الشریعۃ الاسلامیہ ، ۲۲۷ ۔ مصر ۔

۶۔ عبدالقادر عوده ۔ التشریع الجنائی الاسلامی ، ج ۲ ، ۳۳۵ ، مصر ۔

عبدالعزیز عامر ۔ التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ ، ص ۱۳ ، مصر ۔

فرید وجدی ۔ دائرۃ المعارف القرن العشرین ، ج ۱۳ ، مصر ۔

۷۔ احمد فتحی ۔۔۔۔۔۔ العقوبہ فی الفقۃ الاسلامی ، ص ۷۱ ۔

۸۔ احمد فتحی ۔۔۔۔۔۔ العقوبہ فی الفقۃ الاسلامی ، ص ۷۱ ۔

۹۔ سید ابوالاعلی مودودی ۔ تفہیم القرآن ، سورہ نور ۔

۱۰۔ سید ابوالاعلی مودودی ۔ تفہیم القرآن ۔ سورہ نور ، ابوزهره ، فلسفہ العقوبہ فی الفقۃ الاسلامی ، ص ۱۳ ، مصر ۔ عبدالرحمن الجزیری ، کتاب الفقۃ علی المذاهب الاربعہ ، ج ۵ ، ص ۴۹ ، ۵۱،۵۰ ، مصر ۔ ابن حجر ، فتح الباری ، ص ۱۲۳ ، ج ۱۵ ، مصر ۔

١١۔ احمد فتحی ۔۔۔۔ ۔ العقوبه فی الفقه الاسلامی ، ص ٤٢ ، مصر۔

١٢۔ اس مقام پر مفسرین نے یہود کے آپ کے پاس قصاص کا مقدمہ لے کر آنے کے واقعہ کو بطور شان نزول بیان کیا ہے، مگر ہم نے ان تمام آیات کو ایک درس کی حیثیت میں اس لحاظ سے پیش کیا ہے کہ رجم کی سزا بھی حکم اللہ ہے اور قصاص بھی حکم اللہ اور آپ کو حکم اللہ کے مطابق فیصلہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

١٣۔ سید ابوالاعلی مودودی ۔ تفہیم القرآن ، سورہ نور ج ٣ ۔

١٤۔ صحیح البخاری ۔ ج ٣ ، ص ٨٣ ، الحلبی مصر ۔

١٥۔ البیہقی ۔ السنن الکبری ۔

١٦۔ عون المعبود ، ص ٢٥١ ۔

١٧۔ الخطابی ۔ معالم السنن ، طبع پاکستان ۔

١٨۔ ابن حجر فتح الباری ج ١٥ ، ص ١٥٦ ۔ مصر ۔

١٩۔ سنن الکبری للبیہقی ۔ شاہ ولی اللہ ۔ فقه عمر ۔